رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳
REGISTERED NO. A. 783



مینجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت مین ایک روپیہ کی رعایت کیجائیگی یعنے للعہ سالانہ قیمت لیجائیگی۔ یہہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہین بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے مین خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ **اودھ پنچ** ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اوسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہین کر سکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اوسمین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپ کے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا یہہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ ورنہ ما خیر شما لیس مت۔ بندہ پرور ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو اونہین لازم ہے کہ چھ **سالانہ** خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے لئے **ایک سال کے لیے اودھ پنچ** بلا قیمت جاری کروالین۔ دام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اوٹھائین۔ مذہب یا ناداری یا تیمی کا واسطہ دلانا خلاف حمیت ہے۔

(۶) یہہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستے مین گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین دو چار عتاب نامہ مینجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دو تحفانے پر نیازمند مینجر خود نہین پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا اعدا انسا [illegible] نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اعلامی خط روانہ ہوتا ہے اگر اوسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی۔ پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اعلامی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے آنے مین مینجر اودھ پنچ کو عذر ہین۔ [illegible] کے مشاہیر [illegible] و [illegible] مشتہر کے نام ہونی چاہیئے۔

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی [illegible] پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور ادائگی واپسی [illegible] ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تنقیص اون مین نہو۔ فقط

نوٹ جو حضرات خریدار ہین اونہین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اون کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۳۵

مضامین غیر

۱۰ ستمبر ۱۹۲۶ء

منطق آرد بیگم بنام چیرمین میونسپل بورڈ لکھنؤ

چیرمین صاحب!

میں انگریزی نہیں جانتی۔ اسی سے مجھے معلوم نہیں کہ چیرمین کے معنی کیا ہیں۔ نواب سے پوچھا تو وہ کہتے ہیں "چیر" کے معنی کرسی "اور" مین "کے معنی آدمی یعنی چیرمین" کرسی کے آدمی "کو کہتے ہیں یعنے جو کرسی پر بیٹھے۔ مینے کہا کون کرسی پر قصبہ ہے جہاں مولوی شرر صاحب رہتے تھے۔ تو کہنے لگے نہیں ابھی ہی کرسی جس پر بیٹھتے ہیں۔ پلنگ کیا نت گیا پیڑھی گئی مونڈھی کرسی ملی۔ آجکل کرسی پر بیٹھنے کا عام رواج ہے اور میری سمجھ میں یہ بات ذرا مشکل سے آئیگی کہ آخر آدمی کے کرسی پر بیٹھنے سے کیا شاخ زعفران لگ جاتی ہے۔

خیر وہ کچھ ہی ہو ہینے لکھنؤ کے اخباروں کا مضمون میں تمہارا ایک بیان چھپا ہوا دیکھا اور سکے بعض قرب کرسی نشین مسلمین ہیں۔ کاکوری نشین ہوں تو یوں بھی دیکھو میں پہلے ہی سے کہے دیتی ہوں کہ میں نہ مسلمانوں کی طرفدار ہوں نہ ہندوؤں کی۔ بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ مجلس اور مولود شریف کی محفلیں بازاروں میں نہونی چاہئیں ایسی صحبتوں کے واسطے گھر تی ہوئی جگہ ہو تو مناسب ہے۔ دوسری مسلمان بہنوں کو اختیار ہے چاہے اس بات سے میری طرف سے اپنی بھون ذہنیں چلادیں ناکہیں۔ تو کرسی کے آدمی صاحب! چیرمین صاحب تم یہ نہ سمجھنا کہ ایک مسلمان بیگم تمہیں طعنے دیتی ہے۔ ارے ہوں۔ میں ہوں ہنسوڑ ہنسی دل لگی کی بات جب ذہن میں آجاتی ہے تو چھٹ سے کہہ دیتی ہوں۔

خیر اب سنو مطلب کی بات کہ جب امین آباد پارک میں مولود کا جلسہ کرنے کے لیے تمہارے سامنے درخواست پیش کی گئی اور تمنے دیکھا کہ گیارہ آدمی جلسہ ہونے کے حامی ہیں اور گیارہ انکاری ہیں تو تمہیں یہ کلیہ فراموش نہ کرنا چاہیے تھا کہ "وجود بہتر ہے عدم سے" بہتر ہے کہ جلسہ ہو جائے تھوڑی دیر چہل پہل ہوگی۔ اتنے بھلے مانس خوش ہونگے۔ آج یہ خوش ہوتے ہیں کل کتھا کرنے کی درخواست ہندوؤں کی طرف سے ہوگی تو وہ بھی خوشی کر دینگے۔ تمہارا یہ کام تھا کہ گری پڑی سکڑے ہو جاتے اور کہتے جانیو چل کے رہو یہ کوئی تبلیغی جلسہ نہیں ہے۔ ربیع الاول کے مہینے میں ہمیشہ ایسے جلسے ہوتے ہیں اور ہر گھر میں ہوتے ہیں۔ ان جلسوں کی بدولت فرنگی محل میں اس مہینے کا نام "شہر الطعام بطفیل خیر الانام" رکھا گیا ہے لوگ تا بہ بشت ریش "یعنی جہاں سے داڑھی اوگتی ہے" وہاں تک پیٹ بانٹے اور معجون کوئی سلیمانی نمک۔ عرق اشتم ترش۔ سلفورک ایسڈ ۔ انجیر۔ کاپی کے استعمال واسطے سے ہوا میں نکالنے کے بعد ان ثقیل کھانوں کو ہضم کرتے ہیں۔ بس بھو کی آتما کا ثواب۔ مجھے یقین ہے کہ اگر تم یہ تقریر کرتے تو ان گیارہ ہندوؤں میں سے دو ایک ضرور مسلمانوں کے شریک ہو جاتے۔ کیا ان گیارہ میں دو ایک باحس (برہمن) بھی نہ تھے؟ جنہیں بھوکوں سے ہمدردی ہوتی۔ اور موقت رائے کی کثرت سے فیصلہ کرنے میں تمہیں کوئی دشواری نہوتی۔ اگر تم پہلی تدبیر پر عمل کرکے اپنا ووٹ مسلمانوں کے حوالے کرتے تو مصلحت کا خون ہوتا اور اگر دوسری تدبیر چل جاتی تو قانون تمہارا ساتھ دیتا۔ لیکن تمنے جواریوں کی منطق پر عمل کیا۔ سنتی ہوں کہ جناب پیر راشد صاحب جو آخر عمر میں حاجی جناب پیر بخش صاحب ہو گئے تھے جواریوں کے پیر تھے۔ ایک مرتبہ قمار خانے میں کسی نے کوڑی پھینکی وہ نہ چت گری نہ پٹ جلکر پٹ میں قائدہ تھا وہ کہنے لگے کہ پٹ بے دست ہیں نہیں دکھائی دیتے۔ جنہیں چت میں فائدہ تھا وہ دھوسے دار ہو سے کر دو یہ چت اور اسکا باپ چت لکھ دو رہی ہے۔ آخر پیر جی بلائے گئے انھوں نے تیوری چڑھا کر دونوں کے فرمایا۔ اچھی بے دھم شہ چت ہے نہ پٹ ہے دھم تو گلے کے جور از دوار پر یونہی کھڑی ہوئی ہے۔ اسے پھر سے اوچھالو۔" یہ منطق اگلے زمانے کی ہے اب اسکا رواج نہیں ہے میونسپل بورڈ کی میز جو سر پنچیبی نہیں ہے نہ چت پٹ کوئی منطقی مسئلہ۔

اب رہا یہ عذر کہ اپریل کی پہلی تاریخ کو قانون پاس کیا گیا تھا جس نے ہر ایک مذہبی مجمع کی امین آباد پارک میں بندش کر دی تھی اور تمہیں اسکی پابندی کرنی لازمی ہے۔ تو چیرمین صاحب تم ہی خیال کرو کہ اپریل کی پہلی اس انگریزی زمانے میں بھلا اس قابل ہے کہ جو تجویز پاس کیجائے اوسپر عمل درآمد ہو؟ تم کیسی باتیں کرتے ہو۔

اپریل کی پہلی تاریخ ہنسی دل لگی کے واسطے خاص ہے سنتی ہوں کہ اس دن لوگ بیوقوف بنائے جاتے ہیں جسکی شامت آئی ہے وہ بن ہی جاتا ہے۔ اور شاید اس دن کی حماقت ہی کا یہ اثر ہو کہ بموجب دفعہ ۱۲ کے اس تجویز کی منظوری لوکل گورنمنٹ سے حاصل نہ کی گئی۔ لہذا یہ تجویز ابھی تک نہ چت ہے نہ پٹ "گلے کے جور پر اوتنگی بجا کے" فول "بنا رہی ہے۔ اپریل مئی جون جولائی اگست پانچ مہینے کا زمانہ منظوری تصدیق اور تکذیب کا فتوے لینے کے لیے بہت تھا۔ تمہارے اختیار میں تھا کہ کیل کانٹے سے لیس ہو جاتے تصدیق اگر ضروری ہے تو اس حالت میں ادھوری دلیل پیش کرنی منطق کے بالکل خلاف ہے۔ علاج یہی تھا کہ اس سال اجازت دیتے اور دوسرے سال کے واسطے عذر کرتے۔ شاید جوش میں بھرے ہوئے ہندو جب دیکھتے کہ معاملہ آخری ہے اور ایک ہی دن کا ہے ضرور طرح دیجاتے اور اس طرح سانپ بھی مرتا اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹتی۔

اگر ترجیح بلا مرجح کی مصیبت سے بچنے کا یہی ذریعہ تھا کہ کوڑی پھر سے پھینکی جائے اور چت پٹ کا حال کھل جائے تو جس شخص یا گروہ کا داؤں تھا اوس سے کہا ہوتا کہ دوبارہ کوڑی اوچھالو۔ تمنے اپنے سر یہ آفت کیوں مول لی۔ مرحوم حاجی جناب پیر راشد کی پیروی کیوں نہ کی۔ جو مسلمان ممبروں کو یہ کہنے کا موقع ہو کہ دیکھا کر گئے نہ اپنی قوم کی پچ۔ اللہ کرے یہ موئی

"تمام جراثیم" سے تعبیر کرنے والے نے کوئی غلطی نہیں کی ہے اور اسم ہو جانے کے بعد اب کسی دوسری لفظ کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ لہذا فرمایئے کہ پھر تو صرف جراثیم کی جگہ "زندہ ریزہ اور زندہ ریزے" پر علامت جمع بڑھا دینے کی وجہ کیا ہے۔ افسوس "زندہ ریزے" کا واضع معنوی ذوق میں اوس گنوار کے برابر بھی نہیں جس نے ایک نواب کو جوڑی دار گھنٹا پہنے دیکھ کے پوچھا۔

"کاہے ہو نواب صاحب یہ تم کا کیا پہنے ہو"

نواب "جانی یہ جوڑی دار گھنٹا کہلاتا ہے"

گنوار "یہ تو اچھا نا ون (نام) نا ہین (نہیں) ہے۔ ایکا (اسکو) ہم پنچ (ہلوگ) "پڈ گھسنا" کہت ہین جب تم پہ.... ہو تو پیار (پاجامہ) اور پھر کھوٹ کی مت (ستر) نیچے نہیں دکھائی دیت ہے" اس گنوار نے بات کہی گو گنوار پن کے ساتھ مگر سچی ہوئی کہی "زندہ ریزے" کی طرح لطافت سے خالی نہیں کہی "زندہ ریزے" کے موجد سے زیادہ قابل افسوس حالت اوس یونیورسٹی یا دار الترجمہ کی ہے جس نے دماغی قابلیت کا امتحان لیے بغیر ایسے افراد کے ہاتھوں میں وضع اصطلاحات کا نازک کام سپرد کیا جو "زندہ" کے لگا دے بالکل ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ اور شاید اونھین قدیم و جدید علوم کے اصطلاحات کا تعلق لغوی معانی کے ساتھ بھی معلوم نہیں۔ فارسی کے علمی رسالے اگر ایسے ہی بوجھ بجھانے ہوتے تو "جراثیم" کا ترجمہ وہ بھی "جرثیم" بکر "یا" کے عوض "زندہ ریزہ" کرتے۔ مگر اونھین جلا ایسی وہ کب سوجھتی ہے جبتک کوئی علمی "چیونٹی بڑدون" کی فہرست میں نام نہ لکھوائے اوس وقت تک ایسی سوجھ بوجھ پیدا نہیں کر سکتا۔

ایک حاضر وقت دوست کا خیال ہے کہ وضع اصطلاح میں واضع نے تخفیف کا فن صرف کر کے ہر قسم کی اصطلاح جلدی سے وضع کر لینے کی راہ کھول دی ہے یعنی "زندہ ریز" کی اصل "زندہ ریزہ" حقیقی ہے جس سے وضع یا جدید تو نظر "زندہ ریزے" وہ خارج کر دی اور "ریزہ" سے یکا دو عدد "ا" سے چھوڑ بند کر دی۔ اگر اونکا یہ قیاس صحیح ہے تو واہ پھر کوئی دشواری باقی ہی نہیں رہی۔ شاید اسلئے حضور نظام نے بیکار کھود اسپے بھی اصطلاح تحقیق کے سوراخ میں .... ہا چاہیئے۔

کوئی کیون دماغ کھپیے جو اصطلاح وضع کرنی ہوئی اوسکے حروف میں سے کچھ حرف انتخاب کر لیے چلیے مہم سر ہو گئی مثلاً "مقابل العدم والملکہ" ایک اصطلاح ہے اب "زندہ ریزے" کی طرح اردو میں اسکی دُم ال کر دیکھیے جھگڑا چکا۔ اے حضرت ابھی آپ نے سنا ہی کیا ہے۔ سنیے زندہ ریزے کے جینگی پوتے (اقسام) بھی ہیں سنتے جائیے بیجان جز سے امریکہ ویگا نے زنجیرکچیا۔ (دیکھیے کی بیاری بیاری مادہ)۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے یہ عظیم الشان کارنامے اس قابل ہین کہ غریب اردو کی جان انسے بچالی جائے اور اُن افراد کو وضع اصطلاح کے طریقے بتائے جائین جو اندھون مین راجہ بنے بیٹھے ہین لہذا ہم شکر گزار ہون گے اگر کوئی حیدرآبادی دوست مصطلحات علوم کی فہرست یا کتاب میں آپ بھیجدیگا۔

اللہ اللہ ہمارا حیدرآباد بھی حاضر دماغی اور بذلہ گوئی میں کتنا طاق ہے ہم سمجھے تھے کہ امرا کے خطابوں ہی میں بذلہ گوئی کے کان کاٹے جاتے ہین یعنی آدھے نام میں یار جنگ کی دُم لگا کے فرض پورا کر لیا جاتا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ علوم میں بھی یہی ملکہ شعبدہ ہے۔

حضور نظام کی تقلید یونیورسٹی نے کی ہے تو حضور نظام کو بھی "زندہ ریزے" کی تقلید فرمانی چاہیے یعنی طولانی خطابوں کا خفیف اسطرح فرما دین تو بہتر ہے تاکہ تلفظ میں سہولت اور وقت کی حفاظت ہو۔

مثلاً بہرام یار جنگ بڑا سا جملہ ہے "بہ جنگ" کہین اور بہرام یار جنگ مراد لین۔ علے ہذا القیاس

نواب یار جنگ	کا	مخفف	"نہ جنگ"
ثروت یار جنگ	کا	"	"ثر جنگ"
مہدی یار جنگ	کا	"	"مہ جنگ"
تہوّر یار جنگ	کا	"	"تہ جنگ"
احمد یار جنگ	کا	"	"اُجنگ"
بہرام الملک	کا	"	"بہ ملک"
عمدۃ الملک	کا	"	"عا ملک"
فتح الدولہ	کا	"	"فدل"
بدر الدولہ	کا	مخفف	"بدل"
کرامت الدولہ	کا	"	"کرمدل"
بشیر الدولہ	کا	"	"بشدل"

"زندہ ریزے" کے موجد علام نے بیماری کے جراثیم کو بیماری کے "زندہ ریزے" کا لقب دینے میں اپنے اصول وضع اصطلاح سے کیسقدر تجاوز فرمایا ہے تعجب ہے کہ انھین "بیمار ریزے" کیون نہ کہا۔

خدا اُردو کے سر پر چوکی نواسی اور "زندہ ریزے" صاحب کو سلامت رکھے۔

یارو کہو آمین۔ یار زندہ صحبت باقی۔

راقم:- ادبار العلوم

بے اصل مشہورات

"ہر قیب از خود غلط یونہیں اُڑا دیتے ہین بے پر کی"

نمبر [illegible]

اے زر تو خدا نہ و لیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

بہت مشہور شعر ہے مگر اوسی وقت پڑھا جاتا ہے جب حضرت زر علیہ السلام ستر عیب (خطا پوشی) سے عاجز ہوتے ہین۔ اگر ستر عیب کے یہ معنی ہین کہ صاحب دولت کے عیوب علانیہ باتون پر نہ آئین بلکہ دلون مین چھپے رہین تو بے شک حضرت زر مین ستر عیب کی قابلیت ہے لیکن تیمور کا لنگ اوسکی ثروت کے زمانے مین بھی آشکار تھا جسے بہت آدمی منہ پر کہتے تھے ایک ظریف شاعر کا قصہ تھا دولت۔ تیمور نے کہا دولت اندھی نہین ہوتی۔ شاعر نے نکڑا توڑ کے جواب دیا "اندھی نہ ہوتی تو لوے لنگڑون کے پاس کیون جاتی" فرمایئے کیا اسی کا نام ستر عیب ہے؟ خلقی اور پیدائشی عیب کبھی نہین چھپتے۔ ہان خلقی اور اتفاقی عیوب مین بعض عیب ظاہر ہو جانے کے بعد چھپائے نہین جاتے شاعر نے آنکھی سی بات پر زر علیہ السلام کو ستار العیوب کا لقب دے دیا۔ ان صاحب عنایت ہی تو ہے۔ اگر کو زر زمین کسی کی بیہودگی کا پردہ خلاف مرضی اٹھا دے کلی اڑا دے اور پھر منہ بھرائی دے کے اوسکے ہمدردون کو خاموش کر دے تو کیا عیب چھپ جائیگا؟ ہو ولی رو....

صاحب مال کا عیب تو دنسند صورا ہیتا ہے۔ جیسے اگر اخباری پرچون مین کیون شایع ہوتا۔ فرض کیجیے کہ اخباری کا نمندون کا ان مین حرص دو ہزار آدمی ہو دیا جائے تب بھی مشہور بات کو چھپی ہوئی بات کا قسم نہین دیا جا سکتا۔ ذکر کم ہو جانا اور بات ہے پوشیدہ ہو جانا اور بات ہے۔ تاریخ کی کتابین اہل مال کے عیوب کی فہرستین ہین۔ اپنی وہ عیب ہی نہین جو ظاہر ہو۔ یہ بات کہ مالدار آدمی کو اوسکا عیب اوتنی ایذا نہین دیتا جتنی ایذا کسی غریب کو دیتا ہے۔ مالدار آدمی بسا اوقات اپنے عیب کی شہرت کو زر کی قوت سے روک سکتا ہے بشرطیکہ شئے لطیف یعنے عقل موجود بھی ہو اور ساتھ بھی دے ورنہ وہی مثل ہوتی ہے "ہنس ہنس کھائیے پھوہڑ کا مال" متمول آدمی کی عیب جوئی پر لوگ زیادہ مستعد ہوتے ہین برخلاف فقیر کے۔ امیر آدمی کے زخم مین مکھی کی زبان کے لیے زیادہ خوش ذائقہ مواد ہوتا ہے۔ سوکھے گوشت کی خون پیپ ہو جانے پر وہ ذائقہ کہان پیدا کر سکتا ہے؟ چنوریر دار اور باری دار زخم پر مکھی نہ بیٹھنے دین تو یہ اونکی ہوشیاری ہے۔

امرا کے عیوب تلاش کرنے اور تلاش کے بعد اون کے اشتہار دینے اور چھانے کی باقاعدہ کمپنیان کھلی ہوئی ہین۔ ایک مفلس نادار کا تو رو زرد ڈاکٹر صاحب کی [illegible] قدم نہین بڑھاتا صرف [illegible] ڈھنگ دیکھتی ہے۔ مگر متمول کا [illegible] دوسری طرف [illegible] وقت [illegible] سرور ہوتی ہے تیسری [illegible] متمتع ہوتی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] عیب [illegible]

دیکھیے [illegible] سیکڑون [illegible]

[illegible]

کہ اوس سوسنہ درق پر پیچھے نگین تو جاوا دو ہیان کہ دوسرون کی بہ نسبت وضعین امرا کے ٹھیک کرنے کا ہنر زیادہ معلوم ہے۔ مولانا چہ خالقا شعب طماع کی طرح امرا کے عیوب کا خراج لینا پسند نہین فرماتے۔ نقل ہے کہ اشعب طماع بادشاہ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا اتنے مین بادشاہ سلامت کو آئی کھانسی بے اختیاری مین سانس کا تھوڑا سا حصہ پشت کی طرف سے نکل گیا۔ اشعب ایک موقع شناس آدمی تھا فوراً نماز چھوڑ کے آستینین چڑھا کے اوٹھا نمازی سمجھے کہ یہ صدائے بے ہنگام حضرت ہی کی تھی۔ مگر جب بادشاہ سلامت سجدہ درود دولت پر تشریف لائے تو میان اشعب نے کہا۔

"بدے دوائے حضور"

بادشاہ "کیا؟"

اشعب "اپنی وہی دیت (خون بہا اجرت)"

بادشاہ "کاہے کی دیت؟"

اشعب "خون وضو و قتل نماز کی۔ دیکھیے ہزار ہا بھری محفل مین احقر نے آپ کا الزام اپنے سر لیا اب کیون نہ دیجیے"

بادشاہ "اس دیت کے ذکر سے [illegible]"

اشعب "یہ بہت خوب! آپ [illegible]"

بیٹھ گئے۔۔۔

بادشاہ "خاموش، خاموش۔ یہ بتا کہ [illegible] اگر یہ حرکت سرزد ہو تو کیا دیت ہو گی"

اشعب "کچھ نہین۔ مین چلو پانی سے دوبارہ وضو کر لے"

بادشاہ "اور شاہون سے سرزد ہو تو؟"

اشعب "تو ہزار اشرفیان"

اشعب [illegible]

[illegible]

وہ عیب کو ہنر بناتے مین کسی قدر کامیاب ہو گئے شاعر کو دم ہوا کہ عیب ڈھنک گیا اور نے ہجو ختم کر دیا۔

ستار عیوب و [illegible]

ان صاحبان اقتدار و اختیار کی تقلید چھوٹے ذی دولت اشخاص نے کی عیب اوسی وقت تک ہنر رہا جب تک جیسی سلطان زندہ رہا سلطان کے مرنے کے بعد اخلاق کی کتابون نے اوسے ہنر نہ رہنے دیا زوال کے ساتھ باقی نہین تھا۔ [illegible] اور [illegible] پردہ ڈال کے [illegible]

حضرت اہال تو وہ بلا ہے جیسے کہ یہ عیبون کو بھی بنا دیتا ہے۔ عیب پوشی و ستاری تو شئے دیگر ہے۔ جو عیبی بنا انہین کا ذاتی وصف ہو وہ عیب پوشی کیا کرینگے۔ غرور، غصہ، حرص، ہوس پروری، تفاخر، ہٹ، بے ادبی کی جڑین مال سے مضبوط ہوتی ہین۔

ایک دیہاتی رو کا صحرا مین مچھا دنبون کی نگرانی کر رہا تھا بادشاہ شکار کھیلتا ہوا ادھر سے گزرا۔

نوٹس

حسب دفعہ [illegible] ایکٹ ۵ [illegible]

عدالت جناب سب جج صاحب بہادر اول ضلع کھیری مقام لکھیمپور

درخواست نمبر [illegible] ۱۹۲۶ء

بعد [illegible] قرار دیا جانا [illegible] | [illegible] | [illegible]
دیوالیہ مسیان [illegible]

کھیری ساکنان۔

بنام

حسب [illegible] وغیرہ صاحبان

ہرگاہ مسیان شیراتی [illegible] ۱۹۲۶ء درخواست کی ہے کہ حسب منشاء ایکٹ دیوالیہ [illegible] دیوالیہ قرار دیے جاوین [illegible] بنا بر سماعت درخواست مذکور [illegible] اگر کسی کو [illegible] مقررہ حاضر عدالت ہو کر پیش کرے۔

المرقوم [illegible] دستخط حاکم [illegible] مہر عدالت



شمع تاریکی نما تقریر ویسرائے

ارون: دیکھو۔ اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ مستقبل تاریک نظر آتا ہے۔

حاضرین: درست ہے۔

غیبی آواز: ہم تو اس شمع کے قائل ہیں کہ روشن بھی ہوئی تو کچھ نہ ہوا۔

جو کسے سے کوئی بات پوچھی اوسنے بے پروائی کے ساتھ جواب دیا۔ حضور کو غصہ آ یا کہنے لگے جانتا ہے میں کون ہوں؟ جو کسے نے کہا ہاں تو ہے بادشاہ۔ فرق نہی یک سو او ریک او دیہ آتی یہی ملک تیل سوا یک۔

مسلمانوں میں دستور ہے کہ گزرنے والا شخص بیٹھے ہوے آدمی کو سلام کرتا ہے۔ میں تو اوسیوقت آ کچھ پہچان گیا تھا جب حضور نے سلام کیے بغیر ہی ٹرٹر شروع کر دی تھی اگر سنا ری کے یہ معنی ہے جائیں کہ متمول شخص ظلم کرتا جاوے ظلم کی تلافی سخاوت سے کر دیتا ہے تب بھی سناری کی تعریف صادق نہیں آتی۔ بیٹے مظلوم تو تمام عوض کشش کما کیسے چور رہتا ہے لیکن تماشائی اور بے تعلق شخص ایک طرف تو کلام بادشاہ کا شکر بیان کرتے ہیں دوسری طرف مظلوم کی بے غیرتی کی داستان۔ ظلم بھی عیب بے حیائی اور عزت فروشی۔۔۔۔۔

بھی عیب یہ کیوں حضرت یہی ستر عیب ہے۔ بولیے۔ جواب دیجیے۔ ستر عیب کا فاسد اگر ہمیں ہوتا تو خاک خدا اس سے بھاگتے کیوں اپنا کیوں مانگتے ستر عیب کیسا ان کے لیے تو ستر عورت بھی مشکل ہے۔ رنڈیوں کا آذو قہ شرم چہرہ کا پردہ او ٹھانے پر موقوف ہے۔ یہ پردہ او ٹھا تو پھر کس عیب کا پردہ رہ گیا؟ استغفر اللہ فقیر بھی کیا چیز ہیں ستر گلو سے وے کو ستار کہتے ہیں۔ اور قسم ہی کرتے ہیں۔

اب دوسرا جھگڑا لیجیے "قاسم کا باقی" یہ بھی ہر جگہ درست نہیں ہا لکہ شاعر صاحب حاجتوں میں شہنشاہ تخصیص نہیں فرماتے۔ مدہ جو ذکر ہو تو مال سے دوا مول لے سکتے ہیں گرد دا کا فائدہ کسی دوکان پر نہیں بکتا نہ مال کے عوض خرید کیا جا سکتا ہے۔

دولت خرچ کرنے سے خوبصورت جورو مل سکتی ہے لیکن شوہر صاحب اگر بے سونڈ کے ہاتھی ہوں تو؟

سیکڑوں دو شمندوں نے لوگوں کے اتنا کہہ دینے پر کہ خدا دندیوں قسم دوں قسم آپ پر ملکہ گیتی ہزار جان سے عاشق ہیں یہ نہ دیکھا کہ گیتی ستانی کا آکر بھی کوئی ہے یا نہیں محبت سے پیام دیا اور چاندی سونا دے ڈالے۔ ملکہ گیتی بیچاری میاں کے ساتھ جو سر کھیلتی ہیں مگر بازی برابر پڑا رہتی ہے۔ دوانوں کا پاسا نہیں پڑتا۔

شب کا ابتدائی حصہ جو سرگوشیوں میں گزرا۔ سونے کا وقت آیا تو نواب کو خدا یاد آیا وضو کر کے نماز شب پڑھنے بیٹھ گئے۔ اللہ رے شب زندہ دار! بیگم انتظار کرتے کرتے اپنے نصیب کی طرح سو گئیں چلیے خلل اضطراب کو کتب سے بھیجی ہی نواب بھی دست شکستہ وبال گردن پہی کے قوام کی طرح کھنچتے کھنچتے ڈھیر ہو گئے۔

چندے ستا دریچ بند و سلی پلنگ توڑ کر کس او ٹھی گرم تا ملکھانہ کی چٹکیاں چلائیں مگر حاجت ہی ایسی نہیں جو زد باشی سے بر آئے اب طبیب کو باپ ڈاکٹر کو ماموں بنانے پر بھی کام نہیں چلتا۔ قضائے حاجت میں قبض و انقباض ہے۔ جہیز ہوا جاتا ہے۔ آوازے سننے پڑتے ہیں۔ کچھ دنوں کھل کھلا کے داغ سے کباب سے تمہید کرائی بچیاں باندھیں بیشانے کی کنا چڑے بیٹھے ہے جب کچھی آرا بیگم یا ملکہ گیتی بیکیے چل بیں تو اون کے جلانے کو خود غرض مصاحبین کے مشورے سے بازار میں جانے لگے۔ سسرال والے کہتے ہیں کہ لوگ صاحب دیکھنے ہی بھرے ہیں مصاحب کہتے ہیں جھوٹ خدا رکھے ہمارے نواب میں کیا کمی ہے۔ ایسے ہیں کہ چودھرائن گھر بیٹھ جانے پر آج آمادہ ہے وہ تو کہو ہم روکے رہتے ہیں۔ منی کماری پورے دنوں پیٹ سے ہے۔

بے شک چودھرائن دولت کی لالچ اور مسند مصاحبین کے بہتے پر کچھ دنوں کے واسطے ضرور گھر بیٹھنے پر آمادہ ہے۔ اور منی کماری بھی اپنے ولد الاسلو کو نواب صاحب کا وارث حقیقی بنانا چاہتی ہے مگر غریب نواب پر مردانگی کی تہمت ہے مال خرچ کرنے سے حاجت پوری ہوئی مگر کس کی؟۔۔۔۔۔۔

باقی پھر کبھی۔ راقم۔ نقاسفر

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ستارۂ محمدیؐ

یاد ہو گا کہ جبل پور کے افق پر فروری ۱۹۲۳ء کو خط شیخ رسول اللہؐ کا نام نامی نمایان ہوا تھا اس واقعہ کی یادگار میں علی احمد صاحب زاہد جبل پوری نے نظم و نثر مضامین کی ایک کتاب تالیف کی ہے۔ اور مجموعۂ مضامین کا نام "ستارۂ محمدی" رکھا ہے۔ یک ہی واقعہ پر مختلف طبیعتوں کی جودت دیکھنی ہو تو کتاب مذکورہ ایس اے احمد اینڈ کمپنی جامع مسجد جبل پور کے پتے سے طلب کیجیے۔ مضامین نکتہ آفرینی سے خالی نہیں ہیں۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ بعض ہندو دوستوں نے بھی اپنی بے تعصبی کا ثبوت دیا ہے تجدید دش آنے فی جلد ہے۔ ناک بھوں چڑھانے کے قابل کوئی مضمون نہیں ہے۔

آدمی افضل ہے یا پتھر

ولایت میں کا قد بڑھانے کے واسطے کو ڈر پوکی اکسیر کا عمل کیا جاتا ہے کہ تمام بدن کی زیادگی یا کوئی اور سخت چیز رہ نہ جائے جو شین کے دانتوں میں کباب کی ہڈی کی طرح اٹکے اور ضرر ہو جائے۔

وہاں جو ہمدردی لوہے کی مشین اور پتھروں کے ساتھ ہے یہاں بیماروں کے ساتھ بھی نہیں ہے۔ جب سیر مٹی کو بپیہ فیس کے داخل کرو تو سنڈے ہاتھ کا فوٹو کھنچوا او پھر یہ بھی لازمی نہیں کہ ایک مرتبہ کے عمل میں تصویر ٹھیک اوترے خدا نخواستہ جو کہیں مفلس مقدر کی طرح تصویر بگڑ گئی تو پھر تجدید بیعت کرو ورنہ ہوا کھاؤ۔

مفلس مریضوں اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو ہو جاؤ گوڈر اور ڈھیر ہو جاؤ ولایت کے پتلی گھروں میں یا تو اگھوان

شکست کی تصویر کھینچ گئی یا گوڑ کے ساتھ شین کا لقمہ ہوئے۔ انشاء اللہ پھر کبھی "اکسیر" کی ضرورت نہ ہوگی۔ وہ ایک مرتبہ کے سوا یقینی کشت گوڑ اور چھچھڑا "اکاش ... گوڑ یا چھچھڑا ہوتا کی زحمت بھی نہ اٹھانی پڑتی"

شورش افلاس تونے خوب ہی چھچھڑا کا نک
استخوان کا عدد کس کس مزے سے کھا گئے

رجز خوانی

خاک چھانیے اور گرد پھانکتے۔ نا ممکن ہے۔ کاہل سے سیاہی دفع ہو جائے تو سلب شئی عن نفسہ محال کیوں ہو۔ مگر یہ ہے بیسویں صدی۔ یا بقول حکمائے ہند کلجگ۔ اسمیں خاک سے کر کر اپن اور کاجل سے کالک تو خود چھانی جا سکتی ہے چنانچہ "ہمہ تن بیہودگی" جسکو ہماری حکومت پیار سے "توہین مذہب کا مسودہ قانون" کہتی ہے سلیکٹ کمیٹی کی چھان بین کے بعد آجکل نقل محفل قانون ساز ہے۔ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ دیکھیے یہ مسودہ مقبول ہوتا ہے یا مسترد۔ سردست ہمیں کمیٹی کی رپورٹ پر ریویو کرنا ہے۔ رپورٹ کاہے کو ہے مشاطہ زلفوں کے اکثر صاحبزادے کار تجربہ رکھتے ہیں۔ مشاطہ زلفوں جو گھر میں ایک دن تشریف لائیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ پانچ چار چوہیاں مری پڑی ہیں کچھ گیسوں کی جھونپڑی میں سے چراغ کی روشنی ہے۔

بیچاری تاڑ گئیں "یہ شیر اللہ کے گھسے ہوئے صاحبزادے لگے ہوئے ہیں ڈنڈ پیل رہے تھے ... کے ... ہم شمار ... ان ... دن سے ... زلفوں کا ... رانی ... جھٹکے اپنے ... کی ... میں ... اور ... ہوتے ہیں ... آمین کہ نظر نہ لگ جائے۔ ... اسمیں قصور نہیں ... کا اصل مقصد ہر ایسا قانون ... کے ... یہ سمجھا ہے کہ کوئی شخص اپنے مذہب کو دوسرے مذاہب کے مقابلے میں حق سمجھے بغیر ... ہوش کی دوا کرنی چاہیے۔ حق ثابت ہی نہیں ہوتا جب تک باطل سامنے نہ ہو۔ اصل اور جھوٹ میں

اور اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ اگر اور قند سیاہ میں لیں دوسرے مذہب کی تکذیب یقینا توہین ہے اور یہ توہین ہمیشہ بالارادہ ہوتی ہے۔

ایسی حالت میں کوئی قانون ایسا بن ہی نہیں سکتا (محال عقلی ہے) جو مذہبی توہین کو روکے۔ ہر مذہب کی اصولی کتابیں اوٹھا کے دیکھو خصوصا وہ کتابیں جن میں مختلف مذاہب کا مقابلہ ہے۔ یہ کتابیں جیسی چوری کی ہیں تلی بھی ہیں۔ درس میں بھی داخل ہیں مصنفین و مؤلفین کے زیر مطالعہ بھی ہیں۔ انہیں سے بعض کے متعلق مقدمہ بازی بھی ہو چکی ہے۔ یہ مذاہب بالکل جداگانہ بھی ہیں اور ایک دوسرے کی شاخ بھی ہیں۔ بانی مذہب کی سیرت و اخلاق سے بحث کیے بغیر مذہب کی غلطی اور صحت پر استدلال ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک مذہب کے عقائد کے خلاف خود اوسی مذہب کے تاریخی دفتر گواہی دیتے ہیں ان شہادتوں سے حریف مخالف کو ایک توہینی رائے قائم کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ہمیشہ یہی ہوا اور ہوگا اور اگر مذہبی مباحث باقی رہے تو یہی ہوگا۔ کوئی عبارت اس قسم کے تاریخی و کلامی دلائل کو توہین سے جدا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ نگلے مسودہ کی ترمیم کمیٹی میں اپنی مطالب و الفاظ کی گئی ہے۔

"جو شخص ملک معظم کی رعایا کے کسی جماعت کے مذہبی جذبات و انفعالات جذبانیہ کو تحریری یا تقریری طریق پر یا ... دیگر ... کی بات دوسری ہے ... مظاہرات کے ذریعہ چوٹ پہونچانے ... لگانے یا ہیجان میں لانے کے ارادہ سے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ مذہب یا مذہبی اعتقادات کی توہین کریگا وہ دو سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔" (عبارت مسودہ منقول از ... لاہور)

اے سبحان اللہ کیوں نہو عقاید پر فتح پانے اور دشمن کے مغلوب کرنے کی کوشش میں نیک نیتی کے سوا اور کیا ہوتا ہے؟ اسی نیک نیتی کا وجود ہماری ... کے ... جو ... میں ... اس ... عبارت ... کمیٹی کی رپورٹ میں ... مطلب ... میں خوب ... ہی ...

توضیح بھی کی گئی ہے اور صفائی سے پھر توجیہ مسودہ کے الفاظ کی نسبت پیچ در پیچ ہو رہے ہیں لہذا مجموعہ تعزیرات ہند کی اس دفعہ کے ساتھ کمیٹی کی رپورٹ اور الفاظ کی حقیقی تشریح جب تک جزو و قانون نہو اوسوقت تک جج یا مجسٹریٹ ان لفظوں کے وہی معانی لینے پر مجبور ہوگا جو آجتک لیے گئے ہیں۔ ایک صاحب اپنی جورو کو سے کے تلے اور سڑکوں پر شعر پڑھتے پھرتے۔ لوگوں نے کہا اپنی یہ کیا۔ کہنے لگے شہر بھر میں مشہور ہے کہ میں اپنی جورو کو پیار نہیں کرتا۔ بس دفعہ ۲۹۵ الف کے الفاظ کو میاں سمجھیے اور کمیٹی کے مصالح و تشریحات کو جورو۔ الفاظ اپنے معانی کا منہ بار بار چوستے رہیں تو جب کا حال مجسٹریٹ پر کھلے۔ ورنہ جیسے کتھا گھر رہے ویسے رہے بد لیس۔

اصلی مسودہ اور ترمیمی مسودے کو دیکھ کے ہمیں ایک حکایت یاد آئی۔ ایک لڑکے نے کنوئیں میں جھانک کے دیکھا تو اپنا عکس نظر آیا۔ دوڑا ہوا ماں کے پاس گیا اور کہا "اماں اماں کوئی چور ہمارا پانی چورائے لیے جاتا ہے اندر بیٹھا ہے چل کے دیکھو" والدہ شریفہ آخر انہیں بزرگ کی ماں تھیں۔ آئیں اور وہ جھانکی۔ اپنا اور بیٹے کا عکس دیکھ کے بولیں "ہاں کوئی چور تو ہے۔ اس چور کے ساتھ چور کی ماں چڑیل بھی موجود ہے۔ اسے بی تمہیں شرم نہیں آتی دن دوپہر سے چوری کرتی ہو"

المختصرات

آخر "اودھ پنچ" کی اشاعت میں دو روز کی دیر ہو ہی گئی۔ تعویق کا سبب بیماری کے علاوہ یہ بھی ہے کہ دل خالی خولی تعریف سے خوش نہیں ہوتا۔ لوگ وسعت اشاعت کی طرف سے غافل ہیں۔ ہماری سو بیماریوں کی ایک بیماری اور ہزار مصدروں کا ایک مصدر ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ قانون توہین مذہب کے ذریعہ موجودہ مسودہ کو دیکھنے کے بعد دو معترضوں کا آگاہ ہو گئے ہو ... اور ... دوسری جانب ظاہر کی ... یہ ہے کہ وہ کوئی عبارت تجویز فرمائیں جو ... سے ...

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردون اور عرقیات سے تیار کیے ہوئے شربت جو اپنے ذائقہ میں بے نظیر صورت میں دلاویز، ذائقہ میں خوشبو، لطافت میں بے عدیل ہیں، دل اور دماغ کو فرحت، قلب کو سکون و راحت، آنکھوں کو خنکی و تراوت بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں جلد طلب فرمائیے۔

شربت بہار	شربت [illegible]	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بیدمشک	شربت کیسرہ	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]
شربت [illegible]	شربت لیمو	شربت نارنج	شربت انناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی		عرق بیدمشک لاہوری
فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل [illegible]	فی بوتل ...... [illegible]		فی بوتل ...... [illegible]

ملنے کا پتہ: [illegible] کو یاد رکھیے، ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔
قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور چوتھائی رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مناظرہ [illegible] جناب شیعہ [illegible]

[illegible]

حکیم سید نجف نواب بیت الشفا گیا (بہار)

لطف حیوۃ

[illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

پتہ: سید قاسم حسین [illegible] دفتر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

مفت! مفت!! مفت!!!

وہ کتاب جسکی ہر ایک کو ضرورت ہے بالکل مفت۔

[illegible]

اپنا پتہ تحریر فرما کر مفت طلب کریں

پتہ: وید شاستری جام نگر کاٹھیاوار۔

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۳۲ء

اردو کو زندہ کرنے والے دل کو تازہ کرنے والے ایسی کار [illegible]
[illegible] مجموعہ [illegible] کتب [illegible]
[illegible] قیمت فی جلد [illegible] مع محصول۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو: الف کھانسی، ہیضہ، درد پیٹ کے درد [illegible] سنگرہنی، قبض [illegible] چھاتی کے امراض کیلئے خوش ذائقہ دوا [illegible] پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتی ہیں قیمت [illegible] سب جگہ بکتا ہے۔

دو سرنج کیسری: یعنی دار [illegible] لاثانی دوا قیمت [illegible]

بال سدھا: [illegible] کمزوری کو دور کرکے [illegible] قیمت [illegible] خرچ [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب: بال ہیلتھ آفس، چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ: اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ [illegible] لکھنؤ

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ پچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھا...

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کر زمانہ حال تک سینکڑوں اساتذہ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار ہین جو بارہ سو دھرپد اور ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کی گئی ہین حقیقت یہ کہ آپ سر گلے تھے اور کرتے ہیں ... تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صراحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسی طرح ہر ایک گا کر ... سکتے ہین جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ... ایک معمولی ہارمونیم بجانے والا بھی ... سے وہ منتقل کر سکتے ہین انکے علاوہ دیگر ... کا سرمایہ ... آگر اس کتاب مین ملیگا فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے یہ بہم پہنچے

اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایہ ... اس مین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

حصہ اول کی ... جلد محصول ڈاک بحال ... خریدیں۔ المشتہر: مینجر اودھ پنچ لکھنؤ

مصنف ... استعمال کیجیے ... مین ... حاصل ہے ... ایس۔ کے۔ ایچ۔ رضوی باہتمام ... لکھنؤ۔